اضافی مطالعہ

۱۔ چچا چھکّن نے خط لکھا

سیّد امتیاز علی تاج

جان پہچان : سیّد امتیاز علی تاج ۱۳/اکتوبر ۱۹۰۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پہلے گھر پر پھر اسکول میں ہوئی۔ بچپن ہی سے ذہین تھے۔ اُنھیں کم عمری سے ہی تھیٹر اور ڈراموں کا شوق تھا۔ ۱۹۲۲ء میں اُنھوں نے اپنا شاہکار ڈراما 'انارکلی' لکھا جو دس برس بعد ۱۹۳۲ء میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔ انھوں نے یک بابی ڈرامے، ریڈیو ڈرامے، فلمی کہانیاں اور مکالمے بھی لکھے۔ ان کی کتاب "چچا چھکن کے کارنامے" کو اردو ادب میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ چچا چھکن اردو ادب کا ایک بے مثال مزاحیہ کردار ہے۔ ذیل کے اقتباس میں چچا چھکن ایک خط کا جواب دیتے نظر آتے ہیں۔ ایک معمولی سا رقعہ لکھنے کے لیے وہ جتنا اہتمام کرتے اور جتنا وقت صرف کرتے ہیں، اسے مصنف نے بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔ چچا کا طرزِ تحریر اتنا قدیم ہو چکا ہے کہ اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے موجودہ دور کے لوگوں کے پاس وقت ہے، نہ دماغ۔ امتیاز علی تاج نے اس سبق میں اس پرانے طرزِ تحریر کو بھی مذاق کا نشانہ بنایا ہے۔ ایک بات یاد رہے کہ اس تحریر میں ساٹھ ستر سال پرانی تہذیب اور رہن سہن کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ چنانچہ لکھنے پڑھنے کا سامان بھی پرانے ڈھنگ کا ہے۔ یہاں فاؤنٹین پین اور بال پائنٹ پین کی جگہ نب اور ہولڈر کا قلم نظر آتا ہے جس کے لیے دوات اور جاذب کی ضرورت پڑتی ہے۔ ۱۹/اپریل ۱۹۷۰ء کو تاج نے لاہور میں وفات پائی۔

صبح کے وقت چچی دالان میں چارپائی پر بیٹھی بچوں کو چائے پلا رہی تھیں۔ چچا صحن میں کرسی پر اکڑوں بیٹھے حقہ پی رہے تھے۔ اتنے میں بندو بھاگتا ہوا آیا اور ایک خط چچی کے قریب رکھ دیا۔ چچا نے پوچھا،"کس کا خط ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کس نے بھیجا ہے؟ کیا بات ہے؟"

چچی بگڑ گئیں،"توبہ ہے، خط آیا نہیں اور سوالات کا تانتا باندھ دیا۔ مجھے غیب کا علم تو نہیں کہ دیکھے بغیر بتا دوں، کس کا خط ہے۔"

بندو نے کہا "بیگم صاحب، منصرم صاحب کی بیگم کا آدمی جواب کے انتظار میں کھڑا ہے"۔

یہ سن کر چچا سے چپ نہ بیٹھا گیا۔ پوچھا "کیا لکھا ہے منصرم صاحب کی بیوی نے؟"

چچی نے چائے کی پرچ چُھٹّن کے منہ سے لگاتے ہوئے بے پروائی سے کہا "رات کے کھانے پر بلایا ہے۔"

"کیا بات ہے؟ کوئی تقریب؟"

چچی نے کسی قدر سرسری انداز میں کہا "بات کیا ہوتی؟ منشی صاحب کی بیوی مجھ سے ملنا چاہتی تھیں، انھیں اور مجھے دونوں کو کھانے پر بلا لیا ہے۔"

باہر ملازم جواب کا تقاضا کر رہا تھا۔ ایسا موقع اور چچا اپنی خدمات پیش کرنے سے رُک جائیں؟ بولے "ہم لکھ دیں جواب؟"

چچی بولیں "نہ بس آپ معاف رکھیے۔ فارغ ہو کر میں آپ ہی لکھ لوں گی۔"

روکے جانے کا باعث چچا کیوں نہ پوچھیں۔ بولے "کیا معنی؟ ہم خط لکھنا نہیں جانتے؟ دعوت منظور کرنے ہی کا خط لکھنا ہے نا!

تو اس کا لکھنا ایسی کون سی جوئے شیر لانا ہے۔"

اتنے میں چُھٹّن نے جلدی سے چائے کا گھونٹ بھرا تو اسے اُچھال آ گیا۔ ساری کی ساری چائے کپڑوں پر آن پڑی۔ چچی "ہائے نامراد" کہتی ہوئی تولیے سے کپڑے پونچھنے لگیں۔ ادھر باہر سے آواز آئی۔

"کیوں صاحب ملے گا جواب؟" چچی نے گھبرا کر چچا سے کہہ دیا "اچھا پھر اب تم ہی یہ لکھ دو کہ آ جاؤں گی"۔

اب کیا تھا، چچا کو منہ مانگی مراد ملی۔ خط و کتابت کے متعلق ضروری سامان فراہم کیے جانے کے احکام صادر ہونے لگے۔

"بندو، میرے بھائی، ذرا لانا تو خط لکھنے کا سامان جھپاک سے۔ کیا کیا لائے گا بھلا؟ قلم دوات اور کاغذ۔ شاباش! مگر کون سے کاغذ؟ آسمانی رنگ کے بڑھیا۔ ہاں دِکھانا تو ذرا اپنی چال اور سنیو... چلا گیا؟ لفافہ بھی چاہیے ہوگا۔ ارے بھئی، کوئی لفافہ بھی تو لاؤ۔ پر نیلے ہی رنگ کا ہو لفافہ۔ لکڑی کے صندوقچے میں رکھے ہیں۔ الماری میں ہوگا صندوقچہ۔ بڑی الماری میں۔ سن لیا نا؟ ذرا پُھرتی سے۔

"ارے ہاں اور جاذب بھی تو لانا ہے بھئی۔ جاذب! جاذب! کوئی نہیں سنتا۔ یہ امامی کہاں گیا؟ او امامی! بس کام نکلنے کی دیر ہے اور یہ غائب۔ کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا۔ ذرا تم چلے جاتے میاں للّو! وہ جوہری کاپی ہے نسخوں کی، وہ ہمارے تکیے کے نیچے رکھی ہے۔ اس میں ایک جاذب ہے، وہ نکال لاؤ اور دیکھنا۔ اماں سنو تو۔ بھئی للّو! ارے میاں للّو! اوللّو کے بچّے! عجب حالت ہے ان لوگوں کی۔ بس ایسے گھبرا جاتے ہیں جیسے ریل ہی تو پکڑنی ہے۔ دِدّو! تم جا کر کہو، جاذب نہ لائیں، کاپی ہی لے آئیں۔ آخر خط بھی تو کسی چیز پر رکھ کر لکھا جائے گا۔ ہاتھ پر رکھ کر تو میں لکھنے سے رہا۔ اور سننا میری بات۔ وہ کہیں ہمارا چشمہ بھی رکھا ہوگا، وہ بھی ڈھونڈتے لانا۔"

لیجیے صاحب ایک دو منٹ میں گھر کا گھر مصروف ہوگیا۔ ایک کو کوئی چیز مل گئی، دوسرا خالی ہاتھ چلا آ رہا ہے کہ فلاں چیز نہیں ملتی۔ کوئی کہتا ہے، "فلاں چیز مقفّل ہے"۔ کنجیوں کا گچھا ڈھونڈا جا رہا ہے۔ چچا بگڑ رہے ہیں۔ مونچھوں سے چنگاریاں نکل رہی ہیں۔

خدا خدا کر کے تمام چیزیں جمع ہوئیں۔ چچا نے چشمہ لگایا۔ کرسی پر براجمان ہوئے۔ لڑکے چیزیں لیے اردگرد کھڑے ہو گئے۔ کاغذ سنبھالا، کاپی اس کے نیچے رکھی۔ قلم ہاتھ میں لیا۔ اب دیکھتے ہیں تو اس کا نِب ندارد!

"ہیں! نب کہاں ہے؟ لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ! ابے اندھے، اس سے لکھوں گا خط؟ اس سے لکھنا ہوتا تو میں اپنی اُنگلی سے نہ لکھ لیتا؟ تجھے قلم لانے کو کیوں کہتا؟ میں آج معلوم کر کے رہوں گا یہ حرکت کس نامعقول کی ہے؟"

باہر سے آواز آئی "اجی صاحب جواب کے لیے کھڑے ہیں۔"

چچی یہ سب کیفیت دیکھ رہی تھیں اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہی تھیں۔ آواز سن کر رہا نہ گیا۔ بولیں "خدا کے لیے لکھنا ہے تو لکھ دو۔ وہ غریب باہر کھڑا سوکھ رہا ہے۔ یہ قلم نہیں تو میرا قلم موجود ہے۔ جا بنّو، میرا قلم لا دے۔"

چچا اس وقت جوش میں تھے۔ چچی پر بھی برس پڑے۔ "تمھاری ہی شہ پا کر تو نوکروں اور بچوں کی عادتیں بگڑ رہی ہیں۔ یہ ضرور ان میں سے کسی کی حرکت ہے۔ کوئی بچہ یا ملازم ہمارے اس قلم سے تفریح کرتا رہا اور اسی نے اس کا نب ضائع کیا ہے۔ سچ بتاؤ کہ یہ حرکت کس کی ہے؟"

اتنے میں بنّو چچی کا قلم لے آئی۔ چچا کا آخری فقرہ سن کر اس نے اُن کے قلم پر نگاہ ڈالی تو بولی "ابا میاں، کل آپ ہی نے تو

ازار بند ڈالنے کو اس کا نب اُتارا تھا۔"

چچا نے گھور کر بنّو کو دیکھا۔ قلم کو دیکھا۔ کچھ سوچا۔ کھنکار کر گلا صاف کیا۔ کرسی پر پینترا بدلا۔ کنکھیوں سے چچی اماں پر نظر ڈالی اور قلم بنّو کے ہاتھ سے لے لیا۔ سر جھکا کر انگوٹھے کے ناخن پر اس کا نب پر کھنے لگے۔ بولے "چلو اب اسی سے کام چل جائے گا۔" آواز کا سر بہت مدھم تھا۔

خط لکھنا شروع کیا۔ القاب ہی لکھا ہوگا کہ خط کا کاغذ پھاڑ ڈالا۔ دوسرا منگوایا۔ بہت دیر تک مضمون سوچتے رہے۔ آخر پھر لکھنا شروع کیا۔ نب اتنی دیر میں خشک ہو چکا تھا۔ آپ سمجھے دوات میں سیاہی کم ہے۔ قلم بےتکلف دوات میں ڈال دیا۔ تحریر شروع کرنے کی دیر تھی کہ سیاہی کا یہ بڑا دھبا کاغذ پر! لاحول کہہ کر اس کاغذ کو بھی پھاڑ ڈالا۔ تیسرا کاغذ منگوایا۔ اس پر دو تین سطریں لکھ گئے۔ اس کے بعد قلم روک کر جو کچھ لکھا تھا، پڑھا۔ چچی کی طرف دیکھا، خط کو دیکھا اور چپکے سے پھاڑ ڈالا۔ ہلکے سے مودے سے کہا "خط کے کاغذوں کی کاپی ہی لے آ۔"

کاغذوں کی کاپی کی کاپی آ گئی اور رقعے کا جواب بےفکری سے لکھا جانے لگا۔ کبھی قلم کا شکوہ کہ نب درست نہیں، نیا نب ہے۔ کبھی دوات کی شکایت کہ سیاہی ٹھیک نہیں، پھیکی ہے۔ کبھی جاذب برا کہ یہ جاذب ہے یا پتنگ بنانے کا کاغذ۔ ہر شکوہ ایک نیا کاغذ ضائع کرنے کی تمہید۔ اسی میں پون گھنٹا ہونے آ گیا۔ باہر ملازم آوازوں پر آوازیں دے رہا ہے۔ ادھر چچی یہ قصہ ختم کرنے کا تقاضا کر رہی ہیں۔ بار بار کہہ رہی ہیں، "خدا کے لیے، تم مجھے قلم دوات دو، میں ابھی دو منٹ میں لکھے دیتی ہوں خط۔" مگر چچا اپنی قابلیت کی یہ توہین کیوں کر برداشت کر لیں۔ سٹپٹا گئے ہیں مگر خط لکھنے سے باز نہیں آتے۔ پینترے پر پینترا بدل رہے ہیں اور کاغذ پر کاغذ ردّی کیے چلے جا رہے ہیں۔

غرض پورے ڈیڑھ گھنٹے میں خط ختم ہوا اور اسے جلدی جلدی بند کر کے چچا نے باہر ملازم کے حوالے کیا۔

لیکن لطف اس وقت آیا جب دوپہر کو منصرم صاحب کی بیوی کے ہاں سے پھر ایک لفافہ آیا جس میں چچا چھکن کا لکھا ہوا خط رکھا تھا اور ساتھ ہی اس مضمون کا ایک رقعہ: "پیاری بہن، شاید غلطی سے کسی اور کے نام کا خط میرے نام کے لفافے میں رکھ دیا گیا۔ واپس بھیجتی ہوں۔ براہِ مہربانی ملازم کے ذریعے زبانی اطلاع دیجیے کہ آپ رات کو تشریف لا سکیں گی یا نہیں؟"

چچی نے چچا کا لکھا ہوا خط پڑھا تو اس کی عبارت یہ تھی:

"جمیلُ المناقب، عمیمُ الاحسان زاد عنایتکم۔ یہاں بفضلِ ایزد خیریت ہے اور صحت و تندرستی آپ کی بدرگاہِ مجیب الدّعوات خمس الاوقات نیک چاہتے ہیں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ تلطّف نامہ ساعتِ مسعود میں وارد ہوا۔ طمانیتِ کُلّی ہو کہ وقتِ معیّن پر حاضری کے شرف و افتخار کا حصول مایۂ ناز متصوّر ہوگا۔"

معانی و اشارات

تانتا باندھنا	–	سلسلہ جاری کرنا	جمیل المناقب	–	اچھی صفات والا
منصرم	–	انتظام کرنے والا، منیجر	عمیم الاحسان	–	عام احسان کرنے والا
پرچ	–	پیالی، چھوٹی تشتری	زاد عنایتکم	–	آپ کی عنایت زیادہ ہو

بفضلِ ایزد - اللہ کے فضل سے
بدرگاہ - حضور میں
مجیب الدعوات - دعائیں قبول کرنے والا مراد اللہ تعالیٰ
خمس الاوقات - پانچوں وقت، مراد ہمیشہ

تلطّف نامہ - مہربانی نامہ، کرم نامہ
ساعتِ مسعود - نیک ساعت یا بابرکت موقع
طمانیتِ کُلّی ہو - پورا اطمینان رہے
متصوّر ہوگا - تصور کیا جائے گا، سمجھا جائے گا

مشقی سرگرمیاں

ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ بندو نے چچی کو کیا لا کر دیا؟
۲۔ چچی کو دعوت پر کس نے بلایا تھا؟
۳۔ چھٹن کو اچھال کیوں آیا؟
۴۔ گھر کے تمام افراد کیوں مصروف ہو گئے؟
۵۔ قلم دیکھ کر چچا چھکن کیوں چراغ پا ہوئے؟
۶۔ منصرم صاحب کی بیوی نے چچا چھکن کا خط کیوں لوٹا دیا؟

مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ چچا چھکن کو خط لکھنے کا موقع کس طرح حاصل ہوا؟
۲۔ خط لکھنے میں کیوں دیر ہو رہی تھی؟
۳۔ چچا چھکن کو خط لکھنے کی اجازت ملنے پر گھر کے افراد پر اس کا کیا اثر ہوا؟
۴۔ چچی چچا چھکن پر کیوں خفا ہو رہی تھیں؟

مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ خط لکھنے کے لیے چچا چھکن نے کیا کیا چیزیں مانگیں؟
۲۔ اس سبق کے ذریعے چچا چھکن کے کردار کی کن خصوصیات کا پتا چلتا ہے؟

وسعت میرے بیان کی

متن کے حوالے سے درج ذیل جملوں کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ ”مجھے غیب کا علم تو نہیں کہ دیکھے بغیر بتا دوں، کس کا خط ہے۔“
۲۔ ”اچھا پھر اب تم ہی یہ لکھ دو کہ آ جاؤں گی۔“
۳۔ ”چلو اب اسی سے کام چل جائے گا۔“
۴۔ ہر شکوہ ایک نیا کاغذ ضائع کرنے کی تمہید۔

زورِ بیان

چچا کے بارے میں مصنف کے ان جملوں کا استحسان کیجیے۔

۱۔ مونچھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔
۲۔ آواز کا سر بہت مدھم تھا۔

بول چال

ذیل کے محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

تانتا باندھنا۔ خفیف ہونا۔ جوئے شیر لانا۔
منہ مانگی مراد ملنا۔ پیچ و تاب کھانا۔

زورِ قلم

۱۔ اپنے دوست یا سہیلی کو خط لکھ کر اس کی سالگرہ کی تقریب میں شریک ہونے کی اطلاع دیں۔
۲۔ چچا چھکن کا خط اپنے الفاظ میں لکھیے۔

NS5GSP